Vol.7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

عہدِ افغان میں کشمیر کے ثقافتی وادبی نمایاں پہلو(۱۷۵۲۔۱۸۱۹ء)

CULTURAL AND LITERARY IMPACTS OF KASHMIR DURING AFGHAN RULE (1752 - 1819)

سید خرم عمیر

پی۔ایچ۔ڈی اسکالر(کشمیریات)،کلیہ علومِ شرقیہ،جامعہ پنجاب،لاہور

ڈاکٹر سید علی رضا

ایسوسی ایٹ پروفیسر کشمیریات، کلیہ علومِ شرقیہ،جامعہ پنجاب،لاہور

Abstract:

Culture is the complex of belief, practices, knowledge, art, law, custom, morals and other capabilities which acquired by the people as members of a society. In simple words there are different dynamics of culture, which refers to some changes in culture of a society. In cultural values, we moslty considered the ideas and symbols which are linked with human groups. It is impossible that any society can be static because cultural changing in a society is a universal process. The cultural dynamics in a society is a very complex phenomenon. If the changing forces related to the social structure then it can be declared as endogenous. The rise of Hinduism, Buddhism and Jainism is a good example of endogenous change in religious ideology. The continuous changes in religious ideology are occurred with the advent of Islam from out side in Kashmir Society.

During the Afghan rule over Kashmir from 1752 to 1819, Kashmiris were suffered too much from the behavior of Afghans and other multiple factors. These factors brought some political, social, religious and cultual changes. In cultural changes they adopted the Afghan dress code "Shalwar, Qameez", compositions of Afghan society directly influenced the culture, position of women, early marriages were common, food and drinks, issuance of the coin of Noor-ud-Din Rashi, leisure activities, art and folk songs, sufiyana kelam, music, theater and Dastan Goi commonly influenced the Kashmiri culture. Despite being Muslims, Afghans never accepted religion in the policy of the state. Most Afghan governors delegated from Kabul to Kashmir, often showed total disconnection from the center and it says a lot about your personality and fragile compromises. The wealth of thirst, power and authority marked the main features of goverance to Kashmir. Women have preferred to stay at home and "Purdah". This work helps us to understand the distinctive political behavior of Afghan rulers which influenced the Kashmir during 18th and 19th century.

Key Words:

Afghan Era, Literature Development, Social & Cultural Services, Purdah

1747ء میں نادر شاہ درانی(والئ ایران) کے لرزہ خیز قتل کے بعد اِس کے معتمد خاص احمد شاہ ابدالی نے افغانستان میں ابدالی خاندان کے اقتدار کی راہ ہموار کی اِس دوران اس نے امرائے دولت سے ساز باز کر کے اپنی سیاسی حیثیت کو مستحکم کرنے کے ساتھ ہی مغلیہ سلطنت کے صوبہ پنجاب پر پے درپے حملے شروع کر دیئے اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ جب وہ 1739ء میں نادر شاہ درانی(والئ ایران) کے ساتھ دہلی آیا تھا تو اپنی آنکھوں سے مغل دربار کی عیش پرستی کا منظر دیکھ گیا تھا۔ کریم نواز لکھتے ہیں:

Vol.7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد مغلیہ سلطنت انحطاط و تنزل کا شکار ہوئی اور پورے نظام حکومت کی چولیں ہل گئیں۔امن وامان خواب وخیال ہو کر رہ گیااور طالع آزماؤں نے تاخت وتاراج شروع کر دی۔1750ء میں احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ نتیجتاً کشمیر اور پنجاب اِس کے زیر تصرف آگئے مغلوں کے دور کی خوشحالی اب افغانوں کے عہد میں بدحالی سے بدل گئی اور امن و امان قصہ پارینہ ہو کر رہ گیا۔(1)

مغلیہ سلطنت کے انحطاط کے دور میں جب 1751ء میں احمد شاہ ابدالی نے صوبہ پنجاب پر قبضہ قائم کر لیا تو اِس کی للچائی ہوئی نظریں کشمیر (جنت نظیر) پر مرکوز ہو گئیں۔اس دوران مغلیہ سلطنت کی کمزوری اور افغانوں کی فتوحات سے متاثر ہوتے ہوئے بعض امرائے کشمیر نے احمد شاہ ابدالی (افغان حکمران) سے ساز باز شروع کر دی۔اِس کے پاس اپنے آدمی بھیجے اور اسے تسخیر کشمیر کے لیے ترغیب دی چنانچہ احمد شاہ ابدالی نے ایک لشکر جرار عبداللہ خان ایشک آقاصی کی سربراہی میں کشمیر روانہ کر دیا۔ڈاکٹر صابر آفاقی لکھتے ہیں:

اس زمانے میں کشمیر کا گورنر ابوالبرکات خان کا بیٹا ابوالقاسم تھا۔اِسنے میر مقیم کنٹھ کو شکست دے کر حکومت پر قبضہ کر لیا تھا۔اِن حالات میں ناامید اور خود غرض محب وطن کشمیری لیڈر میر مقیم کنٹھ اور خواجہ ظہیر دیدہ مری نے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اپنے نمائندے احمد شاہ ابدالی کے پاس بھیجے اور استدعا کی کہ وہ کشمیر کو فتح کر کے اِسے افاغنہ سلطنت کی قلمرو میں شامل کر لے۔ چنانچہ احمد شاہ ابدالی جو کہ کشمیر کو پہلے ہی اپنی فتوحات کے منصوبہ میں شامل کر چکا تھا۔اِس پیش کش کو قبول کرنے پر فوراً تیار ہو گیا۔اس نے اپنے بااعتماد جرنیل عبداللہ خان ایشک آقاصی کو پندرہ ہزار افغان فوج کا سپہ سالار بنا کر کشمیر کی فتح پر روانہ کر دیا۔افغان فوج کا مقابلہ شوپیاں میں ہوا۔اس دوران ابوالقاسم کو شکست ہوئی اور اسے گرفتار کر کے کابل بھیج دیا گیا۔1752ء میں عبداللہ خان ایشک آقاصی ناگ نگر (ہری پربت) میں فاتحانہ انداز میں داخل ہو گیا۔(2)

اِس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ 1752ء میں احمد شاہ ابدالی (افغان حکمران) نے کشمیری امراءاور سرداروں کے تعاون سے کشمیر کے اندرونی حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عبداللہ خان ایشک آقاصی کے ذریعے کشمیر کو تسخیر کر کے افغان سلطنت کی قلمرو میں ایک صوبہ کی حیثیت سے شامل کر لیا تھا۔اِس نے کشمیر کے نظم ونسق کے حوالے سے نہ تو کوئی جامع پالیسی تشکیل دی اور نہ ہی اِس ملک کے اندرونی معاملات کا جائزہ لینے میں دلچسپی کا اظہار کیا۔البتہ احمد شاہ ابدالی کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی کہ اِس ملک کا تمام اثاثہ لوٹ لیا جائے۔پریم ناتھ بزاز لکھتے ہیں:

افغان سپہ سالار عبداللہ ایشک اقاصی نے ملک پر قبضہ کر کے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لیے تو کشمیریوں کی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں کیونکہ اس نے کشمیر میں عام لوٹ کھسوٹ اور غارت گری کا حکم دے دیا۔مغلیہ عہد کے آخری صوبیداروں اور ان کے گماشتوں نے کشمیر کی مالی حالت تباہ کر دی تھی۔اسی وجہ سے کشمیر کے لوگ مفلسی کے شکار تھے مگر اس پر جب افغان سپاہیوں نے بھی دست دراز کیا تو کشمیر کی وادی آہ فغاں کی کرب ناک گونج میں ڈوب گئی اور کشمیروں کو بہت جلد اس بات کا احساس ہو گیا کہ سانپ کے منہ سے نکل کر اژدھا کے منہ میں چلے گئے۔(3)

کشمیریوں کی مذہبی تفرقہ بازی ضرب المثل رہی ہے لیکن جب افغانوں نے کشمیریوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنا شروع کیا اور ان کی عزتوں کو سرِ بازار نیلام کرنے لگے تو احساس محرومی نے کشمیریوں کو پھر ایک مرتبہ متحد ہونے پر مجبور کر دیا۔اِس دوران کشمیریوں کی قیادت سکھ جیون مل نامی ایک بہادر شخص نے سنبھالی لیکن جب اس نے پنڈت مہانندر جیسے متعصب اور کم ظرف انسان کو وزارتِ عظمیٰ کا قلمدان سونپ دیا تو کشمیر میں مصائب و آلام کے نئے باب کھل گئے۔سید محمود آزاد لکھتے ہیں کہ :

> پنڈت مہانندر بے حد متعصب شخص تھا۔اِس نے جب سلطان سکندر (بت شکن) کے واقعات سکھ جیون مل کو سنائے اور یہ بتایا کہ سلطان سکندر نے مندر گرا کران کی جگہ مسجدیں تعمیر کرائیں تھیں تو سکھ جیون مل کشمیری مسلمانوں کا سخت دشمن بن گیا۔اِس نے پنڈت مہانندر کی انگیخت پر ایسی تمام جاگیریں بحق سرکار ضبط کرنا شروع کر دیں جو کہ صدیوں سے مسجدوں اور خانقاہوں کے مصارف کے لئے وقف چلی آ رہی تھیں۔(4)

افغان دور میں کشمیریوں میں سیاسی تنظیم سازی کا تصور موجود نہ تھا۔اِس دوران کشمیری باشندے اپنے مذہبی علماء اور مشاہیر کی ہی پیروی اور تقلید کرتے تھے۔ چنانچہ کشمیر میں شیعہ سنی عناد بھی ضرب المثل ثابت ہوا۔ نور الدین بامزئی (افغان صوبیدار) نے اپنے دور (1767ء۔1770ء) میں تمام کلیدی عہدے سُنی مسلمانوں کو تفویض کر دیئے تھے۔ نتیجتاً ملک میں شیعہ سنی فسادات برپا ہو گئے۔ محمد الدین فوق لکھتے ہیں:

> اِس کے دورِ نظامت میں شیعہ سنی فساد برپا ہوا۔اہلِ تشیع کی بستی "زڈی بل" نذر آتش کر دی گئی اور اِسی سال سردی کی شدت کی وجہ سے دریائے جہلم کے ساتھ ساتھ جھیلوں اور چشموں کا پانی بھی منجمند ہو گیا۔(5)

کشمیر میں مغلیہ حکمرانوں کی تقلید کرتے ہوئے چند افغان صوبیداروں نے بھی اپنی عیش و عشرت کے ساتھ ساتھ شان و شوکت بڑھانے کے لیے خوبصورت محلات شاندار باغات اور پل تعمیر کروائے اِن افغان صوبیداروں میں امیر خان جواں شیر کا نام سرِ فہرست ہے۔اس نے 1771ء سے لے کر 1773ء تک کشمیر پر حکومت کی تھی۔اِس کے متعلق محمد الدین فوق لکھتے ہیں:

> 1771ء میں امیر خان جواں شیر مسند نظامت پر بیٹھا۔امیر خاں ہر وقت عیش و عشرت میں ڈوبا رہتا تھا۔اپنی عیاشی کے لیے اس نے جھیل ڈل میں 40 گز لمبا اور 36 گز چوڑا ایک مصنوعی جزیرہ تعمیر کرایا جو کہ "سونہ لانک" کے نام سے اب بھی موجود ہے اس جزیرہ پر اس نے ساتھ منزلہ محل بنوایا۔(6)

اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ امیر خان جواں شیر (افغان صوبیدار) نے ہانجیوں (ملاحوں) کی ایک خوبصورت لڑکی سے نکاح کر لیا۔اِس دوران ایک باغ امیر آباد کے نام سے بنوایا گیا جس میں مغلیہ دور کی عمارات سے قیمتی پتھر اور اینٹیں وغیرہ اکھاڑ کر لگوائیں گئیں اِس کارروائی کی بدولت اس کے ملاح رشتہ داروں کے حوصلہ بلند ہو گئے تاہم انھوں نے تمام مغلیہ دور کی عمارتوں اور باغوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ نیز امیر خان جواں شیر کے دور کی تعمیرات میں قلعہ شیر گڑھی اور دریائے جہلم پر امیر کدل کے نام سے ایک پُل قابل ذکر ہیں۔سید محمود آزاد لکھتے ہیں:

> افغان دور کے باغات میں 'باغ امیر آباد' امیر خان جوان شیر گورنر افغان نے اپنی حکومت کے دنوں میں تعمیر کیا تھا۔ باغِ حاجی کریم داد خان، کریم داد خان نے موجودہ پولو گراونڈ سے لے کر آرٹس

Vol.7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

امپوریم کی حدود تک ایک خوب صورت باغ بنوایا تھا۔ باغ کفایت خان 1793ء میں جب کفایت
خان کشمیر کا گورنر تھا محلہ خانیار میں شاندار باغ تعمیر کروایا۔ باغ آقا حسین، مشہور افغان امیر نے نشاط
کے قریب جنوب کی طرف ایک باغ تعمیر کروایا تھا اس کے کھنڈرات آج بھی موجود ہیں۔ (7)

افغان سلطنت کے ابدالی حکمرانوں کا اقتدار چند قدیم روائتی اصولوں پر منحصر تھا۔ تاہم افغان صوبیدار سلطنت کے آداب سے ناواقف تھے اور نہ ہی انھیں آئین و قانون سازی کا کسی قسم کا کوئی تجربہ حاصل تھا۔ اس لیے افغان صوبیدار کشمیری باشندوں کے دل و دماغ کو فتح نہ کرسکے۔ افغان صوبیداروں نے اپنے اپنے ادوار میں جبر و تشدد کے ساتھ ساتھ استحصال کی ایسی مثالیں قائم کیں جن کے بیان سے کلیجہ منہ کو آجاتا ہے۔ محمد الدین فوق لکھتے ہیں:

حاجی کریم داد خان (افغان صوبیدار) نے کشمیر میں ظلم و ستم کا ایسا بازار گرم کیا کہ تمام رعایا "الامان" کہہ اٹھی اس نے مال و دولت لوٹنے کے علاوہ اعلیٰ و ادنیٰ کشمیریوں کی ناموس کو بھی پامال کیا۔ بغیر کسی مذہبی تفریق کے اس مظالم سے سبھی نالاں ہو گئے۔ اس نے طرح طرح کے ٹیکس عائد کئے بڑی بڑی رقوم بطور جرمانہ وصول کیں، پیشہ وروں پر ٹیکس عائد کئے حتیٰ کہ شال بافوں پر "داغ شال کا ٹیکس" اسی کی ایجاد ہے۔ (8)

تاریخی کتب کے مطالعہ سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ افغان دور میں ہندو پنڈتوں کو کشمیر میں رہنے کی اجازت تھی۔ نیز انھیں اِن کے علم و فضل کی وجہ سے افغان صوبیداروں نے حکومتی امور میں بھی شامل کر رکھا تھا لیکن اِس سب کے باوجود افغان دور میں ہندو پنڈتوں کو مجبور کیا جاتا رہا ہے کہ وہ داڑھی رکھیں۔ علاوہ ازیں ماتھے پر تلک لگانے سے گریز کریں۔ جی ایم میر لکھتے ہیں:

ہندوؤں کی نظر میں گائے مقدس ہے اور مذہباً چمڑے کو چھونا اور پہننا جائز نہیں، امیر خان (افغان صوبیدار) انھیں چمڑے کے تھیلوں میں بند کر کے مرواتا تھا۔ ہندوؤں سے گھاس کے بڑے تھیلے (بورے) زبردستی بنوائے جاتے تھے۔ پھر دو دو کو روبرو باندھ کر تھیلوں میں بھر دیا جاتا تھا جنھیں کشتیوں کے ذریعے جھیل ڈل کے پانی میں زندہ ہی چھینک دیا جاتا تھا۔ جھیل ڈل کا وہ حصہ "بٹہ مزار" یعنی ہندوؤں کا مزار کے نام سے مشہور ہے۔ (9)

حاجی کریم داد خان (افغان صوبیدار) کے بیٹے آزاد خان کے متعلق مشہور ہے کہ اِس نے ایک بوڑھی کریہہ صورت عورت کو اپنا گماشتہ اس مقصد کے لیے مقرر کر رکھا تھا کہ کسی بھی کشمیری لڑکی کو شادی کے لیے کنواری نہ چھوڑے مؤرخین لکھتے ہیں کہ اِس دور میں کشمیری مائیں اپنی بیٹیوں کو افغانوں کے ظلم و ستم اور عصمت دری سے بچانے کے لیے نہ صرف بال بلکہ ناک، کان تک کاٹ دیتی تھیں۔ محمد الدین فوق لکھتے ہیں:

آزاد خان نے اقتدار سنبھالنے کے بعد چن چن کر لوگوں کی بیٹوں کی عصمت لوٹی اِس کام کے لیے اس نے دلال رکھے ہوئے تھے جو اس کے لیے خوبصورت لڑکیاں لایا کرتے تھے. (10)

ابدالی خاندان کے اقتدار (1752ء-1819ء) کے دوران کشمیر طرح طرح کے مظالم کا تختہ مشق بنا رہا۔ اِس عرصے میں جتنے بھی افغان صوبیدار کشمیر کی نظامت پر مامور کئے گئے۔ تقریباً سب کے سب یہاں کی آب و ہوا اور خوبصورت ترین رعنائیوں سے متاثر ہوتے ہوئے خود

سری کے روش اختیار کرتے گئے یعنی آج ایک صوبیدار مقرر ہوا۔ کل وہ باغی ہو گیا اس کی سرکوبی کے لیے دوسرا سردار آیا جب اس نے کچھ دن گزارے تو وہ بھی سرکش ہو گیا۔ پریم ناتھ بزار لکھتے ہیں کہ :

> در حقیقت اِن میں سے کئی ایک کو اپنے پیش روؤں اور دوسرے آرزو مندانِ اقتدار کے خلاف دارالحکومت (کابل) تک پہنچنے کے لیے جنگیں لڑنا پڑیں اور جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے تو وہ جبر و تشدد اور دہشت پسندی سے اپنی حکومت کا آغاز کرتے ملک میں عملی طور پر اس نراجیت کے دوران حاکم بننے کے لیے ایسے اشخاص ہی تگ و دو کرتے تھے جو سراسر مہم باز اور اقتدار کی ہوس میں اندھے ہوتے تھے۔ (11)

افغان دورِ حکومت (1752ء۔1819ء) میں سیاسی افراتفری اور خلفشار کے ساتھ ساتھ قدرتی آفات یعنی بے وقت کی بارشوں، سیلاب اور زلزلوں کے باعث قحط سالی نے کشمیری باشندوں کی زندگیاں اجیرن کر دیں تھیں۔ اِس دور میں کشمیری باشندوں کی کثیر تعداد خوراک اور روزگار کی تلاش میں مجبوراً تارکِ الوطن ہو گئی۔ اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس دور میں کشمیریوں کی مجموعی آبادی کے حوالے سے کسی قسم کا سرکاری ریکارڈ (یعنی مردم شماری) دستیاب نہیں ہے۔ البتہ افغان دور کے اختتام کے بعد جن یورپی سیاحوں نے اس خطہ کی سیاحت کی تھی ان کے سفر ناموں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ اس حوالے سے William Moorcroft کا نام سرِ فہرست ہے۔ انٹرنیٹ کی ویب سائٹ Wikipedia کے مطابق:

> One European tourist William Moorcroft (1819 – 1825) mentioned in his diary that the population of Kashmir valley was very short, a Large number of the City of Srinager was diminished, but also the villages and small towns were empty, this situation shows that the large number of people were migrated from Srinager (Capital of Kashmir) to a safe place or the grasslands of India and other cities.(12)

تاریخ کشمیر کی اوراق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ از منہ قدیم یعنی ہندو دور حکومت میں کشمیری خواتین نے سیاسی، سماجی، ثقافتی، زرعی، معاشی، دفاعی الغرض تمام شعبہ ہائے زندگی میں کشمیری مردوں کے شانہ بشانہ شاندار خدمات سرانجام دی ہیں۔ پنڈت کلہن کی راج ترنگنی میں کئی واقعات درج ہیں۔ اس ضمن میں رانی یشومتی، رانی امرت پربھا، رانی جے دیوی، دیدا رانی اور کویتر ن یعنی کوٹا رانی کے نام قابل ذکر ہیں۔ لیکن افغان دورِ حکومت میں کشمیری خواتین کو چادر اور چار دیواری تک محدود کر دیا گیا تھا۔ بعض موَرخین لکھتے ہیں کہ ان سے تعلیم حاصل کرنے کا حق بھی چھین لیا گیا تھا۔ پریم ناتھ بزاز لکھتے ہیں کہ :

> It is true that a woman constituted the soul of every human society but unfortunately, she has not been the

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 2024

subject of attention from researchers Kashmiri women played very important role to promote the social, cultural and religious activities. After the domination Afghans in Kashmir the social institutions were affected with the political de-stability and the women of Kashmir which once occupied an important position in Kashmir were entered into the oblivion, darkness, ignorance, illiteracy, disease and addiction. (13)

کشمیر میں مغل دور کے بعد افغان آئے ان کی زبان بھی فارسی تھی تاہم انھوں نے بھی فارسی کی سرپرستی کی 1752ء کے لگ بھگ جب افغان عہد میں سکھ جیون مل نے "شاہ نامہ کشمیر" فارسی میں نظم کرنا شروع کیا تو اس عظیم خدمت کے لیے سات منتخب شاعروں کو دربار میں جمع کیا گیا جن میں ملا توفیق، ملا محمد علی، خان متین، محمد جان سامی، رحمت اللہ نوید، ملا راجع عبدلوہاب شائق اور سعد اللہ شاہ آبادی تھے۔ اس دور کے مثنوی نگاروں میں سعد اللہ شاہ آبادی خاص طور پر نمایاں ہیں۔ اس دور کے مورخین اور شاعروں میں پنڈت دیارام کاچرو، ملا عطاللہ خانقاہی، شیخ محمد چشتی، پنڈت بیربل کاچرو، محتشم خان فدا، پنڈت بھوانی داس کاچرو، شیخ محمد رفیقی، خواجہ عبدالکریم کشمیری، احسن اللہ خان راضی، لطف اللہ بیگ صہبا، شرف الدین خان فرحت، اسعد اللہ شگون، عطاللہ ہما اور ملا حسین کشمیری خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ رؤف احمد میر رقمطراز ہیں:

Gulshan-i-Dastur by Nath Pandit: This Persian account on Kashmir history was written by Nath Pandit, Kashmir at a time when Ahmad Shah Durrani held Kashmir as a part of the vast Afghan empire (1755). Bagh-i-Sulaiman: By Mir SaadullaShahadabi. It is a Persian account, in verse which traces Kashmir history from earliest times down to the reign of the Afghan Subedar Juma Khan Alakzai (1787-93). Majmu'at Tawarikh by Pandit Birbal Kachru Written from the earliest times, the work was compiled in 1835-36. For the early part of his work, the chronicler appears to have mainly relied upon the Sanskrit and Persian sources like Rajataragini, Tarikh-i-Kashmir by

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

Haider Malik, Mukhtasar Tarikh h-i-Kashmir, Waqiat-i-Kashmir, etc.(14).

1755ء میں جب کشمیر میں احمد شاہ درانی کی حکومت تھی اس دوران ناتھ پنڈت نے "گلشن کشمیر" لکھی۔ میر سعد اللہ شاہ آبادی نے "باغِ سلیمان" لکھی۔ یہ منظوم فارسی تحریر ہے جو ابتدا سے افغان سردار جمعہ خان الکزئی تک کے حالات کا احاطہ کرتی ہے۔ پنڈت بیر بل کاچرو نے "مجموع التاریخ" لکھی۔ حاجی عبدالکریم خان کشمیری نے نادر شاہ جیسی سیماب صفت شخصیت کے تمام معرکوں سے لیکر احمد شاہ ابدالی کے افغانستان بنانے اور اسے مکمل شکل دینے کے بعد اہم فتوحات کے حاصل کرنے تک ساتھ دیا۔ اس نے ''بیان الواقع'' کے نام سے افغان فاتحین کی مستند تاریخ مرتب کی جو کشمیر کے فارسی نثری اندازِ تحریر کا ایک اہم نمونہ ہے۔ شائق نے ''ریاض الاسلام'' نام کی مثنوی سکھ جیون مل کی ایما پر دوسرے درباری شعرا ٔکے گروہ کے ساتھ لکھی جو چار جلدوں پر مشتمل تھی، جو کشمیر کے صوفیوں، رشیوں، ولیوں کے حالات زندگی سے متعلق ہے، بقیہ داستان ایشان شیخ یعقوب صرفی کے بارے میں ہے۔ افغان دور میں ملا بہاؤالدین نے بھی ایک تاریخ لکھی تھی جس میں قدیم ہندو راجاؤں کا مختصر ذکر آتا ہے اور مسلم سلاطین کا تذکرہ بھی ہے۔ احمد شاہ ابدالی کے صوبیدار سکھ جیون مل کو شعر و سخن کا اعلیٰ درجے کا ذوق تھا۔

محمد رفیع اور محمد واصل کشمیری نے فارسی غزلیات میں بھرپور اصناف کر کے صنفِ غزل کو ایک نئے انداز سے پیش کیا۔ محمد علی متین اور محمد جان بیگ سامی آپنے قصائد اور عبدالوہاب شائق نے مثنوی ''ریاض الاسلام'' لکھ کر فارسی ادب کو مالا مال کیا۔ اس دور کے اواخر میں ملا حمید اللہ، (فردوسی کشمیری) نے اعلیٰ مثنوی گوئی کے ساتھ ساتھ کشمیر کے فارسی ادب کو طنز و مزاح سے آشنا کیا۔ افغان عہد میں کم و بیش پچاس شاعر اور تیس کے قریب تذکرہ نگار مورخین، خطاط اور دوسرے نثر نویس اور انشا پرداز ملتے ہیں۔ مختصر افغان سلطنت (ابدالی خاندان) کے حکمران کابل سے کشمیر پر حکومت کرتے تھے۔ ابدالی خاندان کا دورِ اقتدار آپسی خانہ جنگیوں کی نذر ہو گیا۔ افغان سلطنت کا مرکز کابل بدستور سیاسی افراتفری اور خلفشار میں الجھا رہا۔ اِس دوران امرائے دولت سیاسی جوڑ توڑ میں مشغول رہے جس کی بناء پر افغان سلطنت کمزور سے کمزور ہوتی چلی گئی۔ افغان دور حکومت کو کشمیر کی تاریخ کا ''سیاہ ترین'' دور شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد سکھوں کا زمانہ آیا تو فارسی کا چراغ ٹمٹمانے لگا اور 1846ء میں جب کشمیر پر ڈوگرے قابض ہوئے تو رفتہ رفتہ فارسی متروک ہو گئی۔

حوالہ جات

1. کریم نواز (ہدایت تبریب)، تاریخ آئینہ دکھاتی ہے، ص:7
2. صابر آفاقی، ڈاکٹر، جلوہ کشمیر، ص:164
3. پریم ناتھ بزاز، تاریخ جدوجہد آزادی کشمیر، مترجم عبدالحمید نظامی، ص: 120
4. سید محمود آزاد، تاریخِ کشمیر، ص:474
5. محمد الدین فوق، مکمل تاریخِ کشمیر، ص:639
6. ایضاً، ص:646
7. سید محمود آزاد، تاریخِ کشمیر، ص: 208

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

8. محمدالدین فوق، مکمل تاریخ کشمیر، ص:654
9. جی ایم میر، کشور کشمیر کی پانچ ہزار سالہ تاریخ، ص:189
10. محمدالدین فوق، مکمل تاریخ کشمیر، ص:662
11. پریم ناتھ بزاز، تاریخ جدوجہدِ آزادی کشمیر، مترجم عبدالحمید نظامی، ص:131
12. http://www.en.m.wikipedia.org
13. Bazaz, Prem Nath, (1959) ,Daughter of Vatista, P:16
14. Rouf Ahmad Mir ,(ء 2011), Afghan Rule in Kashmir, Department of History, University of Kashmir, Srinagar, P :14

کتابیات

۔پریم ناتھ بزاز، (۱۹۹۲ء)، تاریخ جدوجہد آزادی کشمیر، مترجم: عبدالحمید نظامی، ویری ناگ پبلشرز، میر پور، آزاد کشمیر

۔جی۔ایم۔میر، (۲۰۰۴ء)، کشورِ کشمیر کی پانچ ہزار سالہ تاریخ، رضون پبلشرز، میر پور

۔صابر آفاقی، ڈاکٹر (۱۹۸۸ء)، جلوہ کشمیر، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور

۔کریم نواز (ہدایت تبریب)، (۱۹۷۲ء)، تاریخ آئینہ دکھاتی ہے، ناشر: کیپر آف ریکارڈ، پنجاب سیکریٹریٹ، گورنمنٹ پرنٹنگ پریس، لاہور

۔محمدالدین فوق، (۱۹۳۶ء)، مکمل تاریخ کشمیر، ظفر برادرز تاجران کتب، ظفر منزل، لاہور

۔محمود آزاد، سید، (۱۹۷۰ء)، تاریخِ کشمیر، ادارہ معارف کشمیر، ہاڑی کہل، ہاشمی پبلشرز، سرینگر

- Bazaz, P.N., (1959), ***Daughter of Vatista***, Gulshan Publishers, Residency Road, Srinagar.
- http://www.en.m.wikipedia.org
- Rouf Ahmad Mir ,(ء 2011), ***Afghan Rule in Kashmir***, Department of History, University of Kashmir, Srinagar.